اصلاح معاشرہ میں مسجد کا کردار اور عصر حاضر میں اس کی ضرورت واہمیت

Role of Masjid in Social Reformation and its Need and importance in Contemporary Era

ڈاکٹر ریاض احمد سعید[i]   ڈاکٹر سید محمد شاہد ترمذی[ii]

Abstract

Masjid is one of the most important institutions in Islam. Whole Islamic system, political, social, religious and judicial revolves around of Masjid. It is not only a master piece of building or a religious institution in Islam but it is a reformative platform of Muslims. If we consult the history we observe that every Prophet build a new masjid or established the old Masjid. The strategy of the Holy Prophet (ﷺ) is the best example to reform the society. In that era Masjid was not only a building but an academic and sociopolitical institution. It was at a time a community center, religious place, political and administrative office, ambassador and international relation Centre, moral and welfare training center.Convincingly Masjid has comprehensive role to transform the society.

Later on in caliphate era it has been carried on this dynamic character at state level but its role was more defined. In caliphate era Masjid played an excellent role to strengthen the state and society. Especially in the golden era of Hazrat Umar in Khattab (RA) Masjid was a political institution like parliament, Bati-ul-Maal like state bank, judiciary like Supreme Court, educational institute like University and chief executive office like presentent house. With the passage of time and split of caliphate the role of Masjid was start to decrease and at the end it was declined. According to many studies scholars has depicts, the solution of the current Muslim decline is due to lack of Masjid integrated role in the society.

This study elaborates how a Masjid can play a dynamic role to transform the society as an institution in this age of sedition and decline.

Keywords: Role of Masjid, Reformation of the society, significance, contemporary era.

---

i لیکچرر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز اسلام آباد

ii لیکچرر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز اسلام آباد

اسلام نے معاشرتی اصلاح کے لئے دو اداروں پر بڑی توجہ دی ہے ان میں ایک مسجد جبکہ دوسرا خاندان ہے، مگر افسوس کہ یہ دونوں ادارے دور حاضر میں زوال اور زبوں حالی کا شکار ہیں۔ اس تحقیقی مقالہ میں مسجد کی اہمیت اور اصلاح معاشرہ میں اس کے روشن کردار اور عصر حاضر میں اس کی ضرورت واہمیت پر بات کی جائے گی۔ تاکہ اس اہم ادارے کے کردار کو از سر نو زندہ کیا جاسکے۔ اسلام معاشرتی تعلیم وتربیت میں مسجد کے کردار کو شروع دن سے بڑی اہمیت دیتا آیا ہے۔ صدر اول میں حضرت آدمؑ سے لے کر جناب رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیا علیہم السلام نے مساجد کو اپنی تعلیمی وتربیتی سرگرمیوں کا مرکز بنایا تھا۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں سب سے پہلے مسجد کی بنیاد رکھی جو آپ کی مسجد سے محبت اور اس کی اہمیت پر واضح دلیل ہے۔ آپ ﷺ کی مسجد صرف مسجد نہیں تھی بلکہ تربیت کا ایک جامع پروگرام اور منہج تھا۔ بیک وقت یہ ایک عبادت گاہ، تعلیمی، تربیتی، دعوتی، سیاسی، عدالتی اور جہادی مرکز بھی تھا۔ لہذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں مسجد ایک جامع تعلیمی وتربیتی ادارہ تھا۔

ڈاکٹر سعید رمضان البوطی نے فقہ السیرۃ النبویۃ میں بجا طور پر لکھا ہے:

" اسلامی معاشرے کی عمارت میں مسجد کی حیثیت مضبوط ستون کی ہے۔ اسلامی معاشرے کی پختگی اور یکجہتی کا انحصار اسلامی نظام اختیار کرنے، عقیدہ توحید اپنانے اور اسلامی آداب کو دائرہ عمل میں لانے پر ہے۔ یہ خصوصیات مساجد کی روحانی فضا میں ہی پروان چڑھتی ہیں[1] ۔"

اس بیان سے یہ بات پوری طرح عیاں ہوتی ہے کہ مسجد اسلامی معاشرے کی تعلیم وتربیت کے لئے کتنا ضروری ہے اور مسلم معاشرے کو مسجد کی آبادکاری پر کتنی زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر اس وقت جب بے راہ روی تیزی سے بڑھ رہی ہو۔

مسجد کیا ہے؟

مسجد کے معنی ہیں موضع السجود۔ سجدہ کرنے کی جگہ، جبکہ امام راغب نے فرمایا:

"كل موضع يعنيه فيه يعبد اى يسجد السجود، أصله التطامن والتذلل، وجعل ذلك عبارة عن التذلل لله وعبادته[2]"

"ہر وہ جگہ جہاں سجدہ کیا جاسکے۔ سجدے کی اصل اپنے آپ کو حقیر جاننا ہے، جب یہ اللہ تعالی اور اس کی عبادت کے لیے ہو

اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

"وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ[3] "

" اور رات کو اور سجدے کے بعد بھی اس کی تسبیح کیجیے۔"

"المِسْجَدُ، كمَسْكَنٍ: الجَبْهَةُ، والآرابُ السَّبْعَةُ مَساجِدُ[4]"

"مسجد مسکن کی طرح (جیسا مسکن رہنے کی جگہ کو کہتے ہیں) پیشانی اور اعضاء (سجدہ سات اعضاء پر ہے)۔"

"سجد يسجد سجودا وضع جبهته بالأرض، وقوم سجد وسجود"[5]

" سجدہ کرنا یعنی پیشانی کو زمین پر رکھنا اور کہا جاتا ہے کہ قوم سجدہ ریز ہوئی۔"

اگرچہ اسلام سے پہلے بھی مسجد کا لفظ استعمال ہوتا تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے بالخصوص مسجد کو مسلمانوں کیلئے استعمال کیا ہے[6] " کیونکہ اس آیت میں بیع کے معنی یہود کی عبادت گاہ، صلوت سے مراد عیسائیوں کے گرجے اور مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے۔ یعنی مسجد کا لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہے۔ اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

"وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَداً[7] "

"اور بے شک مساجد اللہ کی ہیں، تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔"

محمد علی صابونی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

" مساجد اللہ کی عبادت کے لیے ہیں، اس لئے ان میں صرف اللہ کی ہی عبادت ہونی چاہیے کیونکہ یہود و نصاریٰ جب اپنی عبادت گاہوں میں داخل ہوتے تھے تو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ جب مساجد میں داخل ہوں تو صرف اللہ کی عبادت کریں[8]۔"

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ۳ جگہ کے علاوہ کو ثواب کی نیت سے سفر نہ کیا جائے[9]۔ ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگ اس جھگڑے میں غالب رہے انہوں نے کہا کہ ہم تو یہاں ان پر مسجد بنائیں گے۔[10]

نبی کریم ﷺ کا قول ہے:

"یہ ایسی قوم تھی جب ان میں سے کوئی اللہ کا نیک آدمی فوت ہو جاتا، تو یہ لوگ اس پر مسجد تعمیر کرتے اور اس پر اس کی تصویر کشی کرتے یہ لوگ اللہ کے ہاں بدترین لوگ تھے[11]۔"

مسجد کی تاریخ

مسجد کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی اس دنیا کی تاریخ۔ اس لیے کہ دنیا میں اللہ کی عبادت کے لیے سب سے پہلی مسجد بیت اللہ یعنی مسجد حرام ہے جس کو پہلے انسان اور نبی جناب آدم علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا[12]۔ اسی طرح دنیا میں مبعوث ہونے والے ہر نبی ورسول نے اللہ تعالیٰ کے گھر کو آباد کیا۔ جیسا کہ سیدنا ابراہیم و اسماعیل علیہم السلام نے فرمایا تھا[13]۔

اسی طرح سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کو دوبارہ جنات کی مدد سے تعمیر کیا اور کئی سال خود مسجد اقصی کی تعمیر کی نگرانی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب مسجد مکمل ہو گئی اس وقت وہ لاٹھی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑے تھے وہ لاٹھی ٹوٹ گئی

جنات کو بھی پتا نہیں لگا کہ حضرت سلیمان کی موت واقع ہو گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے مسجد نبوی کو تعمیر کیا اور اسے اپنی دعوتی، اصلاحی اور جہادی سرگرمیوں کا مرکز بنایا [14]، اور اس طرح کرنے والوں کے لئے ثواب کا وعدہ بھی کیا کہ جس کسی نے اللہ کی رضا کے لیے مسجد بنائی اللہ اس کے لیے جنت میں اس جیسا گھر تعمیر کرے گا [15]۔

رسول اللہ ﷺ کی مسجد صرف مسجد ہی نہیں بلکہ وہ مسلمانوں کا تعلیمی، ثقافتی، معاشرتی، معاشی، عدالتی اور فوجی مرکز بھی تھا جہاں عدالتی فیصلے بھی ہوتے تھے۔

مسجد کی فضیلت

اللہ کی زمین پر سب سے اہم ترین اور فضیلت والا مقام مسجد ہے جس کی تعمیر کرنا اللہ تعالی نے اہل ایمان کی خصوصیت قرار دیا ہے [16]۔ ارشاد ہے:

" بیشک مساجد اللہ ہی کے لیے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی ایک کو بھی نہ پکارو [17] ۔"

اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں شرکیہ اعمال ممنوع ہیں اور مشرک مسجد نہیں بنا سکتا [18]۔

مسجد کی آبادکاری اور اس میں آنے کی فضیلت

اسلام نے مسجد کا احترام، آبادکاری اور اس کے ساتھ تعاون کی بڑی فضیلت بیان کی ہے [19]۔ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے امام رازی رحمہ اللہ نے یہاں پر بڑی خوبصورت بات بیان کی ہے وہ کہتے ہیں:

"مسجد کی آبادی ایمان کی دلیل ہے بلکہ آیت نے ظاہری طور پر ایمان کے ہونے کو مسجد کی آبادی سے مشروط کر دیا ہے۔ اس آبادی سے مراد علمی و عملی حلقات قائم کرنا اور مسجد کی تمام چیزوں کا خیال رکھنا ہے جیسے قالین بچھانا، روشنی کرنا، عبادت و ذکر کرنا اور جو لوگ کسی بھی لحاظ سے مساجد میں اللہ کی عبادت اور اس کا ذکر کرنے میں رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں یا کسی بھی قسم کا فتنہ و فساد پھیلانے کا سبب بنتے ہیں انہیں دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب عظیم کی سند عطا کی ہے [20]۔"

آگے لکھتے ہیں:

"جو شخص مساجد میں کسی قسم کی خرابی کا باعث بنتا ہے وہ اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنے والے سے زیادہ بُرا ہے اور وہ فسق و فجور کے انتہائی درجے پر فائز ہے۔ مساجد میں اللہ کا ذکر کرنا اس کی عبادت بجالانا انہیں گناہ اور فسق و فجور سے بچانا اور انہیں آباد کرنے اور رکھنے پر بھرپور جدوجہد کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے [21] ۔"

رسول اللہ ﷺ نے مسجد کو مسلم معاشرے میں مرکزی حیثیت عطا کی ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کی اہمیت و فضیلت بڑے اہتمام سے بیان ہوئی ہے اس لئے تمام محدثین نے اپنے مجموعہ احادیث میں مسجد کے متعلق احادیث کا تذکرہ

کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ بَنَى مَسْجِدًا يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ بَنَى اللَّهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الجَنَّةِ[22]"

"جس نے اللہ کی رضا کے لئے مسجد بنائی اللہ اس کے لئے جنت میں اسی طرح کا گھر بنائے گا۔"

بس مسجد کی تعمیر جنت کے حصول کا ذریعہ ہے اور مسجد کی تعمیر کرنے والوں کو اللہ تعالی قیامت کے دن جنت میں اسی طرح یا اس سے افضل گھر عطا فرمائے گا، لیکن یہ تب ہو گا جب ان مساجد کی تعمیر کسی دنیاوی لالچ و طمع اور ریاکاری اور دکھلاوے سے پاک ہو گی، اور محض اللہ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لیے ہو گی۔

اس لئے امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"تعمیر مسجد کا مقصد اخلاص نیت کے ساتھ رضائے الٰہی ہے۔ بنانے والے کی نیت ہر قسم کی ریاکاری سے پاک ہونی چاہیے اور صرف اللہ کی رضا مطلوب ہونی چاہیے[23]۔"

اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تعمیر کرنے والوں کے لیے اپنے سب سے بڑے انعام جنت کو عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، ظاہر ہے کہ بڑا انعام بڑے کام کے نتیجے میں ملتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ مسجد کی تعمیر ایک بڑا کام ہے، کیونکہ اسلامی نظام کا احیاء اسی سے ہی ممکن ہے۔ اس مضمون کو ذہن میں رکھ کر سوچا جائے تو مسجد کی فضیلت و اہمیت صحیح معنوں میں اجاگر ہو جاتی ہے۔ اگر احادیث مبارکہ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بنفس نفیس مسجد کی تعمیر کی طرف اپنی توجہ مبذول فرمائی، کیونکہ مسجد کی اہمیت مسلمان معاشرے کے لیے وہی حیثیت رکھتی ہے جو جسم کے لیے غذا رکھتی ہے۔ مسلم معاشرے کو توانا اور تروتازہ رکھنے کے لیے مسجد کا قیام اور آباد کاری ضروری ہے۔ جیسے جسم کو زندہ رکھنے کے لیے غذا، خوراک اور دیگر لوازمات ضروری ہیں۔ جبکہ مسجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ اس کا احترام بھی بے حد ضروری ہے۔ قرآن و حدیث کی واضح نصوص اس پر شاہد ہیں[24]۔

مسجد کی صفائی

مسجد کی صَفائی کرنا، بہت ہی عظیمُ الشّان اور فضیلت والا کام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مساجد پیشاب کرنے اور گندگی پھیلانے کے لئے نہیں ہیں، یہ ذکرِ الٰہی، نماز اور قراءت قرآن کے لئے ہیں[25]۔ اسی طرح بدبو سے بھی مسجد میں عبادت کرنے والوں کو تکلیف دینا جائز نہیں، آپ ﷺ نے ایسے شخص کو بطورِ سزا مسجد میں جانے سے روک دیا جس سے بدبو آ رہی ہو، آپ ﷺ کا فرمان ہے۔ جو شخص لہسن یا پیاز کھائے تو وہ ہماری مسجد سے دور رہے:

" البزاق في المسجد خطيئة، وكفارتها دفنها[26]"

" مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے (زمین میں) چھپادینا ہے۔"

"أمر رسول الله ﷺ ببناء المساجد في الدور وأن تنظف وتطيب[27] "

"محلوں میں مساجد بناؤ (یعنی، جہاں نیا محلہ آباد ہو، وہاں مسجد بھی بناؤ) اور انہیں پاک وصاف رکھو اور خوشبو لگاؤ۔

برصغیر کے عظیم محدث علامہ ابو طیب عظیم آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ محلوں میں مساجد تعمیر کرنا واجب ہے۔ اور اسی طرح ان مساجد کا میل کچیل اور گرد وغبار و گندگی سے صاف رکھنا اور ان میں خوشبو کا اہتمام کرنا ضروری ہے[28]۔"

مسجد کے ساتھ تعاون

جو شخص مسجد بناتا ہے اللہ اس کا گھر جنت میں بنائے گا اور دنیا میں اس کا گھر آباد کرے گا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وَ أَنْفِقُوا فِی سَبِيلِ اللَّهِ وَ لا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ[29] "

" اور اللہ کی راہ میں (مال) خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو ۔"

اس کے علاوہ بے شمار دلائل ہیں جو قرآن و حدیث میں وارد ہیں۔ مسجد پر خرچ کرنے کو ترجیح دی گئی ہے مگر زکوۃ کے مال سے منع کیا گیا، تاکہ مال خرچ کرنے کے معاملے میں بھی مسجد کی انفرادیت قائم رہے۔

اسلامی معاشرے میں مسجد کا کردار

مسجد کی تعمیر اسلامی معاشرے کی تاسیس کی اولین اور اہم بنیاد ہے۔ اسلامی معاشرے کو اسی صورت میں استحکام مل سکتا ہے جب وہ اسلام کے نظام عقیدہ اور آداب کا التزام کرے اور یہ سب چیزیں مسجد کی روح اور نظام سے وجود میں آتی ہیں۔ اسلام کے نظام اور آداب کا تقاضا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان، ان کے مختلف احوال اور معاملات میں مساوات وعدل کی روح پروان چڑھے اور یہ تعلق اپنی اعلیٰ شکل میں مسجد ہی میں نشوونما پاتی ہے۔ مسلمان جب تک روزانہ متعدد مرتبہ اللہ کے گھر میں باہم اس طرح نہ ملیں کہ ان کے درمیان جاہ، مال اور حیثیت کا فرق اٹھ چکا ہو، اس وقت تک ان کے درمیان باہم الفت ومحبت اور اخوت کی روح پیدا نہیں ہو سکتی۔ مسلم معاشرے میں مسجد کا کردار درج ذیل امور سے معلوم ہو سکتا ہے۔

أ. مذہبی مرکز

دین کی بنیادی غرض وغایت عبادت ہے۔ اس لیے اسلامی معاشرے کی عمارت میں مساجد کی حیثیت مضبوط ستون کی ہے۔ اسلامی معاشرے کی پختگی اور یک جہتی کا انحصار اسلامی نظام اختیار کرنے، عقیدہ توحید اپنانے اور اسلامی آداب

کو دائرہ عمل میں لانے پر ہے۔ یہ خصوصیت مسجد کی روحانی فضاہی میں پروان چڑھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ [30]"

اور اسی لیے نماز باجماعت کا حکم بھی دیا۔ جو کہ اتحاد کی علامت بھی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

"وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ [31]"

"نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔"

اور دوسری جگہ فرمایا:

"إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا [32]"

"بے شک نماز مومنوں پر مقررہ اوقات میں فرض ہے۔"

جسمانی وروحانی صفائی

مسلمان جب نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد کا رُخ کرتا ہے تو وہ اپنی طہارت کا اہتمام کرتا ہے۔ اگر غسل واجب ہے تو غُسل کرتا ہے، ورنہ وضو کرتا ہے اور پھر کپڑوں کی صفائی کا جائزہ لیتا ہے کہ کہیں کوئی گندگی تو نہیں لگی ہوئی ہے۔ ظاہری صفائی کے ساتھ وہ باطنی گندگی یعنی شرک، کینہ، حسد، بغض وغیرہ سے بھی اپنے آپ کو بچاتا ہے۔ اس طرح نماز کی ادائیگی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكرى [33]"

"نماز میری یاد کے لیے قائم کرو۔"

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة[34]»

"باجماعت نماز پڑھنا اکیلے نماز سے ۲۷ درجے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔"

مؤمن جب پانچ دفعہ مسجد میں جا کر اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے تو اس عمل سے مسلمان کا اللہ سے تعلق مضبوط تر ہو جاتا ہے۔ نماز جیسے اہم اور بنیادی فرض کی ادائیگی سے دوسرے تمام فرائض کو ادا کرنے کا جذبہ خود بخود پیدا ہو جاتا ہے۔ باجماعت نماز ادا کرنے سے روح کی تطہیر ہو جاتی ہے، کامل توجہ اللہ کی طرف ہونے سے دل شیطانی وسوسوں اور خیالات سے پاک ہو جاتا ہے پھر آپ ﷺ نے نماز کی اس خوبی کو واضح کرتے ہوئے فرمایا: "بلالؓ ہمیں نماز کے ذریعے راحت پہنچاؤ۔" مساجد کا یہ کردار دنیا کی تمام عبادت گاہوں سے اعلیٰ اور پاکیزہ ہے۔ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام

دوسرے تصورات، شخصیات اور محسوسات سے پاک وصاف ہوتا ہے۔

ب. سیاسی مرکز

اسلام میں یہ عقیدہ اور تصور باہر سے آیا ہے کہ دین کی روحانی اور معنوی تعلیمات پر ایک علیحدہ طبقہ عمل کرے گا اور سیاست، نظامِ حکومت اور معاشرے کے معاملات دوسرا طبقہ سنبھالے گا۔ اسی لیے تو آپ ﷺ اور ان کے بعد خلفائے راشدین مسلمانوں کی حکومت اور نظام کے رہنما بھی تھے اور ان کے دینی رہنماء اور امام مسجد بھی۔ تاریخِ اسلام میں جب بھی معاشرے کو سیاسی اعتبار سے مسجد اور محراب سے قیادت اور رہنمائی ملی ہے، مسلمان قوت، سربلندی اور فتوحات حاصل کرتے رہے۔ اس کے برعکس جب بھی مسلمانوں کی سیاسی قیادت قوم پرستوں نے کی تو مسلمان ذلت اور باہمی جنگوں کا شکار ہو کر حکومت اور نظام گنوا بیٹھے۔ مذہب اور سیاست کے درمیان علیحدگی کے نظریہ کو مغربی اصطلاح میں سیکولرازم بھی کہا جاتا ہے، مسجد مسلمانوں کا سیاسی وجماعتی مرکز بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ اہم مسائل میں مشاورت کے لیے مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ [35]"

"اوران سے معاملات میں مشورہ کریں۔"

" وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ [36] "

"اوران (اہل ایمان) کے معاملات باہم مشورے سے طے پاتے ہیں۔"

اکثر وفود کے لیے نبی کریم ﷺ مسجد نبوی کے صحن میں خیمے لگواتے تاکہ وہ وہاں مسلمانوں کے معمولات کا بغور آسانی سے جائزہ لے سکیں۔ قرآن مجید کی تلاوت سنیں، مسلمانوں کو نماز پڑھتا ہوا دیکھیں اور ان کے دل میں جو بھی سوال پیدا ہو وہ نبی کریم ﷺ سے پوچھ لیں۔ ابن ہشامؒ لکھتے ہیں:

> "نبی کریم ﷺ نے وفد ثقیف کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور ان کے لیے وہاں خیمے لگوائے تاکہ وہ لوگ قرآن سنیں اور لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ سکیں۔ یہ وفد چند دن ٹھہرا رہا۔ اس عرصے میں وقتاً فوقتاً رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری دیتا رہا اور آپ ﷺ بھی ان کے پاس آتے جاتے رہے اور انہیں اسلام کی دعوت دیتے رہے [37]۔"

ابن سعدؒ بیان کرتے ہیں:

> "نبی کریم ﷺ ان لوگوں کے پاس ہر رات عشاء کے بعد تشریف لاتے تھے اور کھڑے کھڑے ان سے گفتگو فرماتے تھے۔ زیادہ دیر تک کھڑے رہنے کی وجہ سے آپ ﷺ تھکن محسوس کرتے تو پہلو بدل لیتے ت "یہی وہ قبیلہ ہے جس نے

اپنے اوباشوں کو نبی کریم ﷺ کے پیچھے لگا دیا اور انہوں نے آپ ﷺ پر پتھر برسائے، مذاق اڑایا، تکلیفیں پہنچائیں۔ فتح مکہ کے بعد آپ نے ان کا محاصرہ بھی کیا لیکن بعد میں واپس ہوئے اور ان کے حق میں دعا کی، لیکن اس سب کے باوجود جب یہ لوگ اسلام قبول کرنے کے لیے آئے تو آپ ﷺ نے ان کے وفد کا استقبال کیا اور اعزاز کے ساتھ ان کو لائے اور ان کی تعلیم و تربیت اور رہنمائی کرنے میں اپنا پورا وقت لگایا [38]۔"

آگے لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ بہ نفس نفیس ان ملکی، مذہبی اور سفارتی وفود کی خاطر مدارت کرتے تھے اور ان کو حسب حاجت وظائف اور سفر کے اخراجات بھی دیتے۔ قبائل اور مختلف اقوام پر اس کا بہت اچھا اثر پڑتا تھا۔ وفود کا خیال آپ ﷺ اس قدر کیا کرتے کہ وصال کے وقت آپ ﷺ نے جو آخری وصیتیں فرمائیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی۔

"اجیزوا الوفود بنحو ماکنت اجیزهم[39]"

"جس طرح میں وفود کو تحائف اور عطیات دیا کرتا ہوں، تم بھی اسی طرح دیا کرو۔"

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کی نگاہ میں سفیروں، وفود اور معززین اقوام کا کیا مقام تھا اور آپ ﷺ ان کے ادب واحترام اور مراتب کا خیال رکھتے تھے۔

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اگر کسی مشرک کے اسلام قبول کرنے اور ہدایت یاب ہونے کی امید ہو تو اسے مسجد میں ٹھہرایا جا سکتا ہے اور اگر مشرک کے لیے جواز کی صورت ہے تو اہل کتاب کے لیے تو بدرجہ اولی جائز ہے۔ جیسا کہ نجران کے نصرانی وفد کو بھی آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں ٹھہرایا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے وفود کی واپسی پر ان کے لیے باقاعدہ طور پر امیر مقرر کیا جو ان کو ان کے دینی اور دنیاوی معاملات میں ان کی رہنمائی کرے، کیونکہ یہ اسلامی حکومت اور معاشرے کے قیام کے لیے نہایت ضروری عمل ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف ایسے شخص کا انتخاب کیا گیا جو ان سب میں دین کو زیادہ جاننے والا ہو۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ کو وفد ثقیف کا امیر مقرر کیا۔ کیونکہ ان میں کتاب اللہ کے فہم کا شوق بہت زیادہ تھا۔ مدینہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ جتنی دیر وہ رہے اس میں کتاب اللہ کا سب سے زیادہ علم حاصل کر لیا تھا اور اسلام کی سوجھ بوجھ میں فائق ہو گئے تھے۔ اس سے یہ منہج واضح ہوتا ہے کہ امارت کا مستحق وہ شخص ہے جو کتاب اللہ کے علم میں سب سے زیادہ فائق ہو[40]۔

آپ ﷺ مختلف حکومتوں کے ساتھ معاہدے اور پھر ان کے سفیروں کو بھی مسجد میں ٹھہرایا کرتے تھے۔ خلفاء راشدین نے بھی اپنی سرگرمیوں کا مرکز مسجد کو ہی بنایا جس میں تمام امور طے ہوتے تھے، تاکہ زیادہ سے زیادہ دعوت پھیلے۔

ت. تعلیمی و تربیتی مرکز

مسجد نبوی عقلی اور نقلی علوم کی یونیورسٹی ثابت ہوئی، جن کے متعلق قرآن کریم میں غور وخوض کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور وہ ایسا مدرسہ بنا جس میں اہل ایمان نے اسلامی احکامات کی تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری کیا، نیز دنیا کے ہر گوشے سے تشنگان علم اس ادارے میں پہنچے اور علمی پیاس بجھائی۔

تعلیم و تعلم کا سلسلہ مسجد نبوی (صفہ) سے شروع ہوا جو صدیوں تک ہر مسجد کے ساتھ قائم رہا۔ چنانچہ مسلمانوں کے قدیم ترین تعلیمی ادارے جامعہ ازہر اور جامعہ زیتونہ مسجدوں میں قائم ہوئے اور مسجدوں ہی میں انہوں نے ترقی وارتقا کے جملہ مراحل طے کئے۔ مسجد مسلمانوں کا تعلیمی و تربیتی مرکز ہے۔ سب سے پہلی باقاعدہ درسگاہ (صفہ) مسجد نبوی میں قائم ہوئی۔ اہل صفہ کا کام صرف تحصیل علم تھا۔ وہ مسجد میں عبادت کے لیے اعتکاف کرتے تھے۔ فقر و زہد کے خوگر تھے، خلوت میں نمازیں پڑھتے، قرآن کی تلاوت کرتے، اس کی آیات کا اجتماعی مطالعہ کرتے اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ ان میں بعض صحابہ تحصیل علم اور حفظ احادیث میں شہرت رکھتے تھے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

> "ایک دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور لوگ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کہ تین شخص آئے تو (ان میں سے) دو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے آگئے اور ایک چلا گیا (ابو واقدا) کہتے ہیں کہ وہ دونوں (کچھ دیر) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس کھڑے رہے، پھر ان میں سے ایک نے حلقہ میں گنجائش دیکھی اور وہ وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا سب سے پیچھے (جہاں) مجلس ختم ہوتی تھی، بیٹھ گیا اور تیسرا واپس چلا گیا، پس جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے (وعظ سے) فراغت پائی، تو صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا میں تمہیں ان تین آدمیوں کی حالت نہ بتاؤں کہ ان میں سے ایک نے اللہ کی طرف رجوع کیا تو اللہ نے اس کو جگہ دی اور دوسرا شرمایا تو اللہ نے (بھی) اس سے حیاء کی اور تیسرے نے منہ پھیرا تو اللہ نے (بھی) اس سے اعراض فرمایا[41]۔"

ث. عدالتی مرکز

معاشرے میں استحکام پیدا کرنے کے لیے عدل وانصاف اور سزا نہایت ضروری ہیں۔ اس کے بغیر معاشرہ جرائم اور منکرات سے پاک نہیں ہو سکتا۔ معاشرے کو برائیوں سے مبرا رکھنے کے لیے قانون وعدل نہایت ضروری ہیں۔ عدل کے بغیر، جس کی بنیاد قانون پر ہوتی ہے، امن وامان قائم نہیں رہ سکتا، اس لیے اسلام نے ایسے جرائم میں حد مقرر کی جس کا

اثر دوسروں پر پڑتا ہے جیسے چوری، زنا، قتل وغارت گری، لوٹ مار اور شراب نوشی وغیرہ اور انصاف اور سزا کا اختیار صرف ان لوگوں کو دیا جن کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور ہو۔ ارشاد ربانی ہے :

" إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ[42]"

"بیشک اللہ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے۔"

اور دوسری جگہ فرمایا:

"اعْدِلُوْا هوَ اَقْرَبُ للتقوىٰ[43]"

"عدل کرو یہ تقویٰ کے قریب تر ہے۔"

مسلمانوں کا عدالتی مرکز مسجد ہے اس لیے کہ جب ہم اللہ کے حضور حاضر ہوتے ہیں تو یہ سب سے بڑی عدالت ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی معاشرے میں ہونے والے آپس کے تنازعات اور مسائل کے فیصلے یہیں طے پاتے۔ اللہ کے رسول اور بعد میں آنے والے خلفاء بھی مسجد میں ہی لوگوں کی شکایات سنتے اور موقعہ پر ہی احکامات جاری کرتے۔ ارشاد ربانی ہے:

"زناکار مرد و عورت میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ، ان پر اللہ تعالی کی شریعت کی حد جاری کرتے ہوئے تمہیں ہر گز ترس نہیں کھانا چاہیے، اگر تم اللہ تعالی اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہونی چاہیے[44]۔"

" جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسلم قبیلہ کا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ مسجد میں تھے، وہ شخص کہنے لگا کہ اس نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کر لیا، لہٰذا وہ شخص اس طرف آیا جس طرف آپ نے اعراض کیا تھا اور اس نے اپنے آپ پر چار گواہیاں دیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور فرمانے لگے کیا: تم مجنون ہو؟ اس نے جواب میں کہا: نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا، کیا شادی شدہ ہو؟ تو اس نے جواب میں کہا، جی ہاں، لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عید گاہ میں رجم کرنے کا حکم دیا، جب اسے پتھر لگے تو وہ بھاگ اٹھا تو اسے حرہ نامی جگہ پا کر قتل کر دیا گیا[45]۔"

امام ابن حجر العسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں درج ذیل واقعہ پیش آیا[46]۔

" حضرت کعب رضہ اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے مسجد میں ابن ابی حدرد سے اس قرض کا تقاضا کیا جو ان پر تھا، (اس تقاضا میں) دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں، کہ اسے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بھی اپنے گھر میں سنا، آپ ان کے قریب اپنے حجرہ کا پردہ الٹ کر تشریف لائے اور آواز دی کہ اے کعب! انہوں نے عرض کیا، لبیک یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے فرمایا کہ تم اپنے اس قرض سے کچھ کم کر دو اور اس کی طرف اشارہ کیا، یعنی نصف (کم

کر دو) کعب نے کہا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے کم کر دیا، آپ نے (ابن ابی حدرد سے) فرمایا کہ اٹھ اور اس (باقی) کو ادا کر دے[47]۔"

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بتایئے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی (غیر) مرد کو پائے، کیا (اسے جائز ہے) کہ وہ اس کو قتل کر دے؟ پھر ان دونوں (زوجین کے درمیان) مسجد میں ملاعنہ کیا گیا، میں (اس وقت) موجود تھا[48]۔"

فوجداری جرائم کی سزائیں ایسی صورت حال میں نافذ کرنی چاہئیں، جب معاشرہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خاطر خواہ اہتمام موجود ہو اور حالات معمول پر ہوں۔ جب تک معاشرہ میں نفاذِ اسلام کے لیے سازگار حالات پیدا نہ کر دیئے جائیں یا یہ کہ حالات ایسے غیر معمولی ہوں جن میں ارتکابِ جرم کے محرکات ترقی پذیر ہوں تو سزاؤں کے نفاذ سے پہلے جرم کی روک تھام پر توجہ دینا ضروری ہے۔ چنانچہ خاص جنگی یا غیر معمولی حالات میں سزاؤں کے وقتی التوا کی گنجائش بھی موجود ہے جیسا کہ قحط کے زمانے میں خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ نے وقتی طور پر چوری کے لیے قطع ید کی سزا التوا میں ڈال دی تھی۔

ج. فلاحی و معاشرتی مرکز

مسجد کسی بھی معاشرتی یونٹ کی اکائی ہے اور اسلام میں مقامِ عبادت ہونے کی بجائے مسجد مسلمانوں کی تمام اجتماعی ضروریات کے لئے ایک مرکز کی حیثیت رکھتی ہے۔ دورِ نبوی میں مسجد عبادات کے علاوہ عدل و انصاف، ضیافت و مہمان نوازی، مرکزِ تعلیم، مرکز حکومت اور مشاورت و کیمونٹی سنٹر کے طور پر استعمال ہوتی رہی ہے۔ گو کہ بعد میں بادشاہوں نے مسجد کے تقدس سے باہر نکل کر اپنے شاہی دربار سجا لیے، کیونکہ ان کے دنیادارانہ اُمور کی مسجد متحمل نہیں ہوسکتی تھی۔ جب مسلمان مسجد میں اکٹھے ہوتے ہیں تو آپس میں تمام حقوق و فرائض اَدا کرنے کے مواقع میسر ہو جاتے ہیں جیسے ایک دوسرے کو سلام و جواب کرنا، بیمار کی عیادت کرنا، باہم ایک دوسرے کا احترام اور حاجت مندوں کی مدد کرنا وغیرہ۔ اس کے علاوہ دیگر حقوق العباد کا احساس بھی پیدا ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ نکاح کی مجلس بھی مسجد میں ہی منعقد ہوتی تھی۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"أعلنوا هذا النكاح واجعلوه في المساجد[49]"

" اس نکاح کا اعلان کرو، اور اسے مسجدوں میں منعقد کرو۔"

اسی طرح بخاری کی ایک روایت سے بھی ثابت ہے:

"ایک عورت نے اپنے آپ کو نبی کریم پر پیش کیا کہ آپ اس سے نکاح کر لیں، آپ نے ضرورت نہ ہونے کی بناء پر دیگر صحابہ سے پوچھا کہ اس سے کون نکاح کرنا چاہتا ہے، ایک صحابی نے اپنی خواہش کا اظہار کیا تو آپ نے قرآن کی چند سورتوں کے بدلے میں اس سے نکاح کر دیا۔[50]"

"سمعت أنسا، قال: وجدت النبي صلى الله عليه وسلم في المسجد معه ناس، فقمت فقال لي: «آرسلك أبو طلحة؟»، قلت: نعم، فقال: «لطعام»، قلت: نعم، فقال: «لمن معه قوموا، فانطلق وانطلقت بين أيديهم[51]"

"انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مسجد میں پایا آپ کے ہمراہ کچھ لوگ اور بھی تھے، میں کھڑا ہو گیا، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھ سے فرمایا کہ تم کو ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا، ہاں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: کیا کھانے کیلئے؟ میں نے عرض کیا ہاں، پھر آپ نے اپنے پاس والوں سے فرمایا کہ اٹھو اور آپ چلے اور میں آپ کے آگے چل دیا۔"

"عن عائشة، قالت: أصيب سعد يوم الخندق في الأكحل، «فضرب النبي صلى الله عليه وسلم خيمة في المسجد، ليعوده من قريب فلم يرعهم» وفي المسجد خيمة من بني غفار، إلا الدم يسيل إليهم، فقالوا: يا أهل الخيمة، ما هذا الذي يأتينا من قبلكم؟ فإذا سعد يغذو جرحه دما، فمات فيها[52]"

"حضرت عائشہ رضہ اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جنگ خندق کے دن سعد کے اکحل میں زخم لگ گیا تھا، نبی کریم ﷺ نے ایک خیمہ مسجد میں نصب کیا، تاکہ قریب ہی سے اس کی عیادت کیا کریں، چونکہ مسجد میں ابن غفار کا (بھی) خیمہ تھا، ان کی طرف خون بہہ کر آنے لگا، تو ان لوگوں نے کہا کہ اے خیمہ والو! یہ خون کیسا ہے؟ جو ادھر بہہ بہہ کر ہماری طرف آرہا ہے، (جب دیکھا گیا) تو کیا دیکھتے ہیں کہ سعد کے زخم سے خون بہہ رہا ہے، پس وہ اسی سے انتقال کر گئے۔"

مسجد مسلمانوں کا فلاحی و معاشرتی مرکز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ[53]"

"اور جن کے اموال میں حصہ مقرر ہے۔ مانگنے والے کا اور نہ مانگنے والے کا۔"

تمام ضروریات کے لیے مسجد میں ہی چندہ جمع کیا جاتا۔ مسلمانوں کا بیت المال مسجد میں قائم تھا۔

ح. جہادی و فوجی مرکز

مسجد نبوی کی حیثیت ایک قلعے کی تھی جہاں مجاہدین جہاد پر روانگی سے قبل جمع ہوتے، یہیں قائدین کے لیے جہادی علم باندھے جاتے جن کے زیر سایہ اللہ کے سپاہی فتح یا شہادت کی طلب میں روانہ ہوتے تھے۔ اسی طرح پیغام رساں ادارے کا کام بھی دیتی تھی۔ یہاں سے خبریں اور خطوط ارسال کیے جاتے۔ صلح یا جنگ کی سیاسی خبریں بھی یہیں موصول ہوتی تھیں۔ کمک کی طلب یا فتح و نصرت کے پیغامات بھی یہیں سے ملتے۔ شہید ہونے والے افراد کے ناموں کا اعلان بھی یہیں کیا جاتا تھا:

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایک دن اپنے حجرہ کے دروازہ

پر دیکھا اور حبش کے لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے اپنی چادر میں چھپا کر ان کا کھیل دکھایا۔ ابراہیم بن منذر نے اس روایت میں پڑھا، کہ مجھ سے ابن وہب نے بواسطہ یونس ابن شہاب، عروہ، حضرت عائشہ روایت کیا انہوں نے فرمایا کہ میں نے دیکھا آپ ﷺ کو اور حبشی اپنے ہتھیاروں سے کھیل رہے تھے[54]۔"

مسجد نبوی رصد گاہ کا کام بھی دیتی تھی۔ جہاں سے دشمن کی حرکات وسکنات کا پتہ چلتا تھا۔ خاص طور پر یہود، منافقین اور مشرکین کی سرگرمیوں کا جائزہ لیا جاتا تھا جو شرک میں ڈوبے ہوئے تھے اور اسے چھوڑنا ان کے بس میں نہیں تھا۔ اس نگرانی اور خبر گیری کا یہ فائدہ ہوتا تھا کہ مسلمان ایسے لوگوں کی تدابیر اور مکر وفریب سے محفوظ رہنے اور ان کی طرف سے عہد شکنی یا خیانت کا شکار ہونے سے بچ جاتے[55]۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

"کافروں کے مقابلے کی تیاری کرو[56]۔"

مسلمانوں میں جہاد کی تیاری کا مرکز مسجد ہی تھا۔ مجاہدین کے قافلے یہیں سے روانہ ہوتے۔ نبی کریم ﷺ مسجد میں صحابہ کرام کے جہادی تربیتوں کے مقابلے کرواتے اور صحابہ کرام تلوار اور نیزہ بازی کی مسجد میں ہی پریکٹس کرتے تھے۔ جہاد کے لیے مشاورت مسجد میں ہی ہوتی تھی اور مال غنیمت بھی مسجد میں پہنچتا اور تقسیم بھی ہوتا۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ایک وفد نجد کی طرف بھیجا جو ایک قبیلہ کے سردار ثمامہ بن اثال کو گرفتار کرکے لائے تو اسے مسجد نبوی میں باندھا گیا[57]۔

"عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان گھوڑوں کے درمیان میں جو سدھائے گئے تھے، (مقام) حفیاء سے گھوڑ دوڑ کرائی اور اس کی انتہا ثنیہ الوداع مقرر کی اور جو گھوڑے سدھائے ہوئے نہ تھے، ان کے درمیان میں ثنیہ اور بنی زریق کی مسجد تک گھوڑ دوڑ کرائی اور عبداللہ بن عمر بھی ان لوگوں میں تھے، جنہوں نے یہ گھوڑ دوڑ کی تھی[58]۔"

"تحصیل علم میں مشغول ہو جانے کے باوجود معاہدے کی ترقی اور جہاد میں سرگرم مشارکت سے وہ الگ تھلگ نہیں رہے۔ اس لیے کہ اسلام بیک وقت نظام حیات بھی اور نظام حکومت بھی، مصحف بھی ہے اور تلوار بھی، غزوہ بدر میں شہید ہونے والے صحابہ میں اصحاب صفہ بھی شامل تھے[59]۔"

عصر حاضر میں مسجد کی ضرورت واہمیت

اسلامی معاشرے میں مساجد کا کردار ہمیشہ سے نمایاں رہا ہے۔ خصوصی طور پر جب آج کل کے معاشرے میں انارکی اور افراتفری ہے۔ ہر طرح کے جرائم معاشی، معاشرتی، اخلاقی، جنسی عام ہو رہے ہیں۔ انسانیت کا خون ارزاں ہے، شدت پسندی، دہشت گردی اور عدم برداشت کی فضا قائم ہے۔ غربت وافلاس مسلمانوں کا مقدر بن گیا ہے جبکہ ہمارے

معاشرے میں شہروں اور قصبوں میں لاکھوں مساجد ہیں مگر اُن سے اصلاحِ معاشرہ کا کام نہیں لیا جا رہا۔ منبر و محراب سے اُٹھنے والی صدا کچھ اور ہے۔ آج کے اس پُر فتن دور میں ہمیں اصلاحِ معاشرہ کے لیے مسجد کے کردار کو پھر سے فعال بنانا ہوگا اور اِنہی خطوط پر عمل پیرا ہونا ہوگا جنہیں اپنا کر عرب کے بدو دُنیا کے امام اور رہبر بن گئے۔ لہٰذا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے مسجد کو فعال کیا ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔ معاصر سیرت نگار ڈاکٹر غزالی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلا کام مسجد کی تعمیر کا کیا۔ تاکہ اسلامی شعار جواب تک مخالفت (اور پابندی) کا شکار تھے اجاگر ہوں۔ نماز کی ادئیگی کا اہتمام ہو اور دل دنیاوی آلائشوں سے پاک ہو جائے[60]۔"

مسجد اور مسلم معاشرہ ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ مسجد کے بغیر اسلامی احکامات کی تذکیر و تعبیر ممکن نہیں، ایمان کو بچانا اور برقرار رکھنا انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اسلام کا اہم ترین ستون نماز کا قیام مشکل ہو جاتا ہے۔ گویا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مسجد کے بغیر مسلم معاشرے کی پہچان اور رونق ہی ختم ہو جاتی ہے۔ مسجد کے میناروں سے جب اذان گونجتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ یہاں بسنے والے لوگ مسلمان ہیں اور اسلام سے محبت کرنے والے ہیں۔ مسجد کے وجود سے ہی ایک مسلم معاشرے کا وجود برقرار رہ سکتا ہے۔ لہٰذا یوں کہنا غلط نہ ہوگا کہ مسجد ہے تو مسلم معاشرہ ہے۔ مسجد نہیں ہے تو مسلم معاشرہ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مساجد ہدایت کے مینار اور دین کی اشاعت اور تبلیغ کا ذریعہ ہیں۔ جس کی وجہ سے مسلم معاشرہ زندہ رہتا ہے اور ہدایت میں ترقی حاصل کرتا رہتا ہے، لہٰذا اگر مسجد کی حقیقت اور اسکی اہمیت کو اچھی طرح جان لیا جائے تو ہم آج بھی اسے عہد نبویؐ کی مسجد اور معاشرہ بنا سکتے ہیں۔ اس کا استعمال ویسا ہی ہو سکتا ہے جیسا کہ نبی ﷺ کے مقدس اور بابرکت عہد میں تھا۔ اس عہد کی مسجد نے مسلمانوں کو اپنے اتنا قریب کر لیا تھا کہ وہ مسلمانوں کا دوسرا بلکہ اپنا گھر شمار ہوتا تھا۔ وہ اپنے تمام معاملات کو دین اسلام کے قالب میں ڈھالنے اور ان کے حل کے لیے مسجد کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور کی مسجد نے معاشرے کے ایسے افراد کار پیدا کیے جنہوں نے پوری دنیا میں اسلام کو غالب اور نافذ کر دیا تھا۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پاکیزہ اور صالح جماعت درحقیقت مسجد ہی کی تربیت یافتہ تھی۔ لہٰذا اصلاح معاشرہ کے لئے مسجد کے کردار اور اہمیت سے انکار اور راہ فرار ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ مسلم تاریخ میں اللہ تعالیٰ کے یہ گھر مسلم معاشرے کو باہم منظم اور مربوط رکھنے میں بنیادی کردار ادا کرتے آئے ہیں۔ اس لئے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

"ان گھروں میں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے کہ بلند کیے جائیں اور وہاں اللہ کا نام کا ذکر کیا جائے ان میں صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہیں[61]۔"

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"اس آیت میں بیوت سے مراد مساجد ہیں جن کا احترام کیا جائے اور ان میں لغویات اور فضول باتوں سے اجتناب کیا جائے[62]۔"

مزید برآں امام نسفی رحمہ اللہ کے نزدیک قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ اس بات پر قوی دلیل ہے کہ لوگوں کی قلبی عبادت اور ان کے نقائص سے پاکیزگی صرف مسجد سے ہی ممکن ہے۔ یقیناً جب معاشرے میں بسنے والے مسلمانوں کی اندرونی اور بیرونی طہارت مطلوب ہوگی تو مسجد اپنا کردار ادا کرے گی جو لوگوں کے دلوں کو پاک کرے گی اور انکے اذہان کو صاف کرے گی اور انہیں سیدھی راہ دکھلائے گی۔ جب معاشرے کے اکثر افراد کا حال یہ ہوگا تو یقیناً ایک پاکیزہ مسلم معاشرہ وجود میں آئے گا۔ اس لحاظ سے مسلم معاشرے اور مسجد کا آپس میں تعلق انتہائی گہرا معلوم ہوتا ہے۔ شریعت کا عمومی مزاج بھی ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ہر معاشرتی کام جس سے مسلمانوں کی اجتماعیت برقرار رہ سکے اور انکی دینی منفعت مطلوب ہو تو ایسے کام کا مسجد میں سر انجام دینا جائز بلکہ احسن ہے[63]۔

اس بات کو حافظ ابن حجر عسقلانیؒ یوں بیان فرماتے ہیں:

"الْمَسْجِدُ مَوْضُوعٌ لِأَمْرِ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ فَمَا كَانَ مِنَ الْأَعْمَالِ يَجْمَعُ مَنْفَعَةَ الدِّينِ وَأَهْلِهِ جَازَ فِيهِ[64]"

اس قول سے یہ بات اچھی طرح عیاں ہے کہ مسجد مسلمانوں کی اجتماعیت اور تربیت کے لئے بنائی گئی ہے۔ لہٰذا ہر وہ کام جو دین اور اہل دین کے فائدے کے لئے ہو اس کا مسجد میں کرنا جائز ہے بے شک اس کا تعلق دین سے ہو یا دنیا سے۔ مسلم معاشرے کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ مسجد کا استعمال مثبت ہو ایسا اہتمام ہونا چاہیے کہ اس کے دروازے لوگوں کے لئے ہر وقت کھلے رہیں اس میں تعلیم و تربیت کے ایسے مواقع فراہم کیے جائیں جن سے تزکیہ نفس ہو سکے۔

عصر حاضر کے معروف اسلامی سکالر پروفیسر ڈاکٹر صالح بن غانم لکھتے ہیں:

"بے شک مسجد کا معاشرے سے تعلق اس میں دن اور رات میں پنجگانہ نماز ادا کرنے سے کہیں زیادہ ہے۔ (یہ ٹھیک نہیں) کہ اس کا دروازہ بند کر دیا جائے اور اس کا تعلق مسلمانوں اور ان کے تمام حالات سے ختم کر دیا جائے۔ یہ ضروری ہے کہ اس (مسجد) کا اجتماعی نظام سے فعال تعلق برقرار رہے[65]۔"

متعدد احادیث ہماری رہنمائی کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلم معاشرے کو مسجد کے ساتھ مربوط رکھنے کا حکم دیا ہے تاکہ لوگ اس روحانی مرکز سے بھرپور رہنمائی اور فائدہ حاصل کر سکیں۔ لوگوں کے مسجد میں آنے کو باعث اجر و ثواب، بلندی درجات اور دفع سیئات کا اہم ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"کیا میں تمھیں ایسی بات نہ بتادوں جس سے اللہ خطاؤں سے درگزر کرتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے، (صحابہ) نے عرض کی، کیوں

نہیں اے اللہ کے رسول؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مساجد کی طرف کثرت سے جانا، نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا[66] "

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے امت مسلمہ کو ترغیب دی ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ مسجد کی طرف رجوع کریں، روحانی فیض حاصل کریں، ظاہری اور باطنی پاکیزگی حاصل کریں، اپنے رب کا ذکر کریں، اس کی عبادت کریں تاکہ اجتماعیت کی شکل برقرار رہے، اور یوں ایک مسلم معاشرہ وجود میں آئے جو انتہائی منظم، مربوط اور باوقار ہو۔ جس کے رہنے والے آپس میں اللہ کے لئے محبت کرنے والے ہوں، دشمنی سے اللہ کے لیے نفرت کرنے والے ہوں، امن سے رہنے والے ہوں باہم تعاون کرنے والے ہوں۔ اسی مقصد کے حصول کے لیے نبی اکرم ﷺ نے معاشرے کی تمام بنیادی دینی و دنیاوی ضروریات کو مسجد سے مربوط فرمادیا تاکہ ان دونوں کے تعلق میں کسی قسم کا خلا پیدا نہ ہونے پائے۔ آج امریکہ و برطانیہ اور یورپ میں مساجد جدید اسلامک سنٹرز کی شکل میں بنائی گئی ہیں اور وہاں معاشرتی زندگی کی تمام ضروریات اور تقاضے پورے کرنے کا اہتمام ہوتا ہے۔ روحانی، مادی، مالی اور دیگر پروگرام بھی مساجد کے ساتھ ملحق ہوتے ہیں، اس لیے وہ مسلمان ممالک کی بنسبت زیادہ فعال اور جاندار کردار ادا کررہی ہیں۔ وہاں غیر مسلموں اور مسلمانوں کے شبہات اور سوالات کا شافی جواب دینے کے لئے انتظام ہوتا ہے، وہاں مساجد میں ابتدائی تعلیم کی سہولت بھی ہے بچوں اور بڑوں کیلئے تفریح کے مواقع بھی ہیں۔

نتائج وسفارشات

یقیناً رسول اللہ ﷺ کے دور میں خیر و برکت اور عروج کا آغاز مسجد کے ساتھ مضبوط تعلق اور جماعت کی اخلاقی اور روحانی تربیت سے ہوا تھا۔ مسجد مسلمان معاشرے کے لئے اتنی ہی اہم ہے جتنی کہ جسم کے لئے خوراک ضروری ہے۔ مسلم معاشرے کی تعلیم و تربیت اور اسے روحانی طور پر زندہ رکھنے کے لئے مسجد کی جدید خطوط پر استواری بے حد ضروری ہے۔ مسجد کی اہمیت مسلم معاشرے کے لئے اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ مچھلی کے لئے پانی کی ضرورت ہے اور انسانی جسم کو زندہ رہنے کے لئے آکسیجن کی ضرورت ہے۔ جس طرح پانی کے بغیر مچھلی زندہ نہیں رہ سکتی اور آکسیجن کے بغیر انسانی جسم زندہ نہیں رہ سکتا بعینہ اسلامی معاشرہ مسجد کی آبادکاری کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ آج اگر ہم اپنے بگڑے اور تباہ حال معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں پھر سے معاشرے میں مسجد کی اجتماعیت، مرکزیت اور تربیت کا وہ مقام واپس لانا ہوگا اور درج ذیل اقدامات کرنا ہوں گے تاکہ آج کے اس پرفتن دور میں بھی خیر و برکت کا دور دورہ ہو اور مسلم معاشرہ دوبارہ سے ترقی اور عروج کی منزلیں طے کرسکے:

مسجد کے ساتھ مسلسل ربط رکھنا۔ مسجد میں باہمی اُخوت و مساوات کو فروغ دینا۔ مسجد کو بطور تعلیمی و تربیتی ادارہ استعمال کرنا۔ مسجد کو اصلاحی، رفاہی، اور اجتماعی فلاح و بہبود کا مرکز بنانا۔ مسجد کو دارالمطالعہ اور تعلیم و تدریس کے طور پر استعمال کرنا۔ مسجد کو مسلمانوں کے باہمی تنازعات کے حل کے لئے استعمال کرنا۔ اسلامی حدود میں رہتے ہوئے مسجد کو کھیلوں کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مسجد کو مثبت سیاسی سرگرمیوں کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مسجد مہمانوں کے ٹھرانے کے لئے بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔ مسجد کو بطور مرکز افتاء و قضاء استعمال کرنا چاہئے۔ مسجد کو بطور ہسپتال اور انتظامی مرکز کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مسجد کو فوجی مرکز اور عسکری تربیت کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

مزید یہ کہ اگر مسلمان آئمہ کرام اور خطبائے عظام کی جدید خطوط پر تربیت کر دی جائے اور ان کے تقرر کے لئے ضروری نصاب اور شرائط دینی اور عصری ضرورت کے مطابق طے کر دی جائیں تو معاشرہ مکمل طور پر امن وامان کا گہوارہ بن سکتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 محمد سعید رمضان، فقہ السیرۃ: 261 (ترجمہ: رضی الاسلام ندوی)، نشریات، لاہور، 2007ء

2 اصفہانی، راغب، المفردات فی غریب القرآن 1: 396، دارالقلم دمشق بیروت، 1412ھ

3 سورۃ ق 50: 50

4 فیروزآبادی، محمد بن یعقوب، 1 : 287 مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، 2005ء

5 ابن منظور، لسان العرب 3: 204، دار صادر بیروت، 1414ھ

6 سورۃ الحج 22: 40

7 سورۃ الجن 72: 18

8 صابونی، محمد علی، صفوۃ التفاسیر 3: 436، دار الصابونی للطباعۃ والنشر والتوزیع-القاھرۃ، 1417ھ

9 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، باب فی فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، حدیث (1189) دار طوق النجاۃ

10 سورۃ الکھف 18: 21

11 صحیح بخاری، باب بناء المسجد علی القبر، حدیث (1341)

12 سورۃ ال عمران 3: 96

13 سورۃ البقرۃ 2:127

14 سورۃ التوبہ 9: 108

15 صحیح بخاری، باب من بنی مسجدا، حدیث (450)

16 سورۃ التوبہ 9 : 18

17 سورۃ الجن 72: 18

18 سورۃ التوبہ 9: 17

19 سورۃ توبہ 9: 18

20 امام رازی ابوعبداللہ، محمد بن عمر، مفاتیح الغیب 4: 13، دار احیاء التراث العربي-بیروت، 1420ھ

21 تفسیر مفاتیح الغیب 4: 13

22 صحیح بخاری، من بنی مسجدا، حدیث(450)

23 عینی، محمود بن احمد، بدر الدین، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری 4: 213 ،دار احیاء التراث العربی -بیروت(س-ن)

24 سورۃ الحج 22: 32

25 امام مسلم، مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، باب وجوب غسل البول وغیر من النجاسات، حدیث(285)دار احیاء التراث العربی بیروت(س-ن)

26 صحیح بخاری ،باب کفارة البزاق فی المسجد، حدیث(415)

27 امام ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، باب ما جاء فی ذکرتطیب المساجد، حدیث(594) شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی -مصر، 1395ھ/ 1975ء

28 عظیم آبادی، محمد أشرف، عون المعبود شرح سنن أبي داود 2: 126، دار الکتب العلمیۃ-بیروت، 1415 ھ

29 سورۃ البقرۃ 2: 195

30 سورۃ الذاریات 52: 56

31 سورۃ البقرۃ 2: 143

32 سورۃ النساء 4: 103

33 سورۃ طہٰ 19: 14

34 صحیح بخاری، باب فضل صلاة الجماعة وكان الأسود، حدیث(645)

35 سورۃ آل عمران 3: 159

36 سورۃ شوریٰ 42: 28

37 ابن ہشام، عبدالملک، السیرۃ النبویہ 2: 324، مکتبۃ مصطفی البابی- مصر، 1375ھ

38 ابن سعد، ابوعبداللہ محمد بن سعد، طبقات الکبریٰ 2: 78 ،مکتبۃ العلوم والحکم-المدینۃ المنورۃ، 1408 ھ

39 صحیح بخاری، باب هل يستشفع إلى أهل الذمة ومعاملتهم؟ حدیث(3053)

40 فقہ السیرۃ النبویہ: 589

41 صحیح بخاری، باب من قعد حيث ينتهي به المجلس، ومن رأى فرجة في الحلقة فجلس فيها، حدیث:66

42 سورۃ النحل 16: 90

43 سورۃ المائدہ 5: 08

44 سورۃ النور 24:02

45 صحیح بخاری، باب لا یرجم المجنون والمجنونہ، حدیث (6815)

46 عسقلانی، ابن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری 12: 136، دار المعرفۃ بیروت 1379ء

47 صحیح بخاری، باب التقاضی والملازمۃ فی المسجد، حدیث (457)

48 صحیح بخاری، باب القضاء واللعان فی المسجد بین الرجال، حدیث (423)

49 سنن الترمذی، باب ماجاء فی اعلان النکاح، حدیث (1089)

50 صحیح بخاری، ما ینھی من الخدع فی البیوع، حدیث (5029)

51 صحیح بخاری، باب من دعا لطعام في المسجد ومن أجاب فيه، حدیث (422)

52 صحیح بخاری، باب الخیمۃ فی المسجد للمرضی وغیرھم، حدیث (463)

53 سورۃ المعارج 70 :24-25

54 صحیح بخاری، باب اصحاب الحراب فی المسجد (454)

55 صادق عرجون، محمد رسول اللہ ﷺ 3: 33، دار القلم، 1415ھ

56 سورۃ الانفال 8 :60

57 صحیح بخاری، باب دخول المشرک فی المسجد، حدیث (469)

58 صحیح بخاری، باب ہل یقال مسجد فلان، حدیث (420)

59 السیرۃ النبویہ 1: 689

60 فقہ السیرۃ: 191

61 سورۃ النور 24 : 36-37

62 طبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تاویل القرآن 17: 315، مؤسسۃ الرسالہ، 1420ھ

63 اندلسی، ابوحیان، محمد بن یوسف، البحر المحیط فی التفسیر 8: 47، دار الفکر - بیروت، 1420ھ

64 فتح الباری شرح صحیح البخاری 1: 549

65 صالح بن غانم، الاثر التربوی للمسجد 1: 9، الکتاب منشور علی موقع وزارۃ الاوقاف السعودیۃ (س-ن)

66 صحیح مسلم، فضل اسباغ الوضو 1: 219